مبشر علی حسن نندن پوری
رابعہ کلیہ

دینی مدارس کی اہمیت اور حکومت کا نقطہ نظر

ہر زندہ رہنے والی قوم کا یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنا تاریخی ورثہ حیات اور اپنی اقدار وروایات (Tradition) کو نئی آنے والی نسلوں تک بحفاظت منتقل کریں۔ اس انتقال کا بہترین طریقہ تعلیم وتدریس اختیار کیا گیا۔

اسی طرح ہی دینی مدارس میں تعلیمات انبیاء کے وارث حضرات (علماء کرام و مشائخ عظام) تحفظ اور ترسیل ثقافت اسلامیہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

تاہم تاسف کا مقام یہ ہے کہ کچھ طنازوں کی طنازی، بدطینت بد فرجام اور بد کیش افراد کے طنزیہ جملے اس بات کی طرف غمازی کرتے ہیں۔ کہ ان فنڈامینٹلسٹ افراد کے عربی انسٹی ٹیوشنز پر پابندی عائد کی جائے اس کی وجوہات کا مختصر تذکرہ آگے آرہا ہے۔ رہا ایسے افراد کا مشن (Mission) تو یقیناً اس طرح کے بداندیش اشخاص ہر دور میں ہوئے ہیں جنہیں سوائے ذلت و خواری، خسران مبین اور ناکامی کے کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

اب ان مدارس کی معاشرتی اور ملی اہمیت پر مشتمل تبصرہ پیش خدمت ہے۔ یہ وہ مراکز ہیں جہاں دن رات قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں طلباء کو ایمان حقیقی سے روشناس کرایا جاتا ہے انسان کو روحانی دولت سے منور کر کے انسانیت کے مرتبہ کمال تک پہنچایا جاتا ہے اکتساب نور ہدایت کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ کنڈر گارٹن اور ماشیسوری طرز کے انسٹی ٹیوشن بلاشبہ مادہ پرست اور ریشنلسٹ (عقلیت پسند) اور استعماری قانون کے وکیل تو پیدا کر سکتے ہیں لیکن ان سے انقلابی ریفارمر کی تخلیق کی تمنا رکھنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے گندم بیج کر چنے کاٹنے کی توقع رکھنا ہے اس کے برعکس دینی مدارس معاشرے کو روشنی پہنچاتے ہیں یہ معاشرے اور

ملت کو ضوفشاں، ضو فگن اور ضوریز کرنے والے ہیں، روحانیت کا منبع علم و آگہی کا مصدر، علوم و فنون کا سرچشمہ ہیں ہر وقت لحہ بہ لحہ لحظہ بہ لحظہ نبی علیہ الصلوۃ والتسلیم کی وراثت کو تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔

یہی وہ مراکز ہیں جہاں دین کے سپاہی، ملت کے مجاہد، اسلام کے جانثار اور کتاب وسنت کے فدائی تیار ہوتے ہیں چنانچہ حق کے داعی، قوم کے پیشواء اور انسانیت کے قائد یہاں سے ہی تربیت پاتے ہیں۔

شاہ ارض وسموت اللہ رب العزت اور اس کے فرستادہ پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت سے سرشار کر کے انسان کو انسانی فطرت کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے پھر اس مقام تک پہنچا دیا جاتا ہے جہاں نگاہ کو بلندی، فکر کو آگاہی ذہن کو وسعت، شعور کو پختگی، جذبات کو حرارت اور احساس کو تپش نصیب ہوتی ہے اور وہ پھر دنیا کی امامت و سیادت کے منصب کے اہل بن جاتے ہیں۔ جو اس کے اہل بنے ہیں ان کا مختصراً بیاں آگے آرہا ہے۔

ان مدارس میں جہاں دینی علوم مثلاً قرآن و حدیث اس کے متعلقہ علوم نحو، صرف، تفسیر، فقہ، ادب، بلاغہ اور اصول فقہ جیسے فنون کے ساتھ ساتھ عصری علوم کا خاصہ عمدہ واعلیٰ انتظام وانصرام ہے۔

پھر ان مدارس میں محض بڑے گھرانوں کے طلباہی نہیں۔ (جیسے ایچی سن کالج اور امریکن کالج محض امراء کیلئے ہی وقف ہیں) بلکہ ادنی خاندانوں اور پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے زہین وفطین طلباء بھی علم و عرفان کی تمام تر شمعوں سے جلاپاتے ہیں۔

ان مدارس کا سلسلہ ان مدارس متصل ہے جن کی تاریخی اہمیت اتنی اہم ہے کہ دنیائے علم کا ہر فرد اس کی اہمیت و افادیت کو کبھی فراموش نہ کر سکا ذرا ایک نظر تاریخ اسلام پر ڈال تو دیکھیں حقائق منکشف ہو جائیں گے۔

دیکھیے۔ دین اسلام کی پہلی درسگاہ سے فارغ ہونے والوں (اصحاب صفہ) نے یونان اور یورپ کی مردہ تہذیبوں کو جلا بخشی۔ علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت

کا وہ راستہ دکھایا جو انسانی فطرت کے عین موافق ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور تبع تابعین کے حالات و آثار سلف صالحین امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اعمال و کردار، سیرت و اخلاق کو پڑھ کر دل خوش ہوتا ہے روح راضی ہوتی ہے۔

فقہاء و آئمہ محدثین انہیں مدارس سے ہی فارغ تھے جن میں چند کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، غزالی، رازی، ابن رشد، ابن خلدون، ابن تیمیہ، ابن حجر، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگوں نے انہی مراکز میں ہی عمریں صرف کیں جن کی عظمت کا اعتراف ساری دنیا کو ہے۔

پھر آج ان حالات و زمانے میں ہر صاحب عقل اور بالغ النظر سوچنے پر مجبور ہے کہ ان اسلامی مدارس پر قدغن کیوں؟ اور ساتھ ہی حکومت کا نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیں میرے نزدیک ان مدارس پر قدغن کی دو وجوہات بڑی اہمیت کی حامل ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ غیر مسلموں کو راضی کرنا ۲۔ اپنے اقتدار کو خطرہ لاحق ہونا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے اس کی حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ کفر کو اگر خطرہ لاحق ہے تو وہ وانہی مدارس دینیہ میں پڑھنے اور پڑھانے والوں سے ہی ہے جیسے بر۔ صغیر پاک و ہند میں انگریز کہتے تھے کہ ہمیں دوسروں سے اتنا خوف نہیں جتنا ان مراکز اسلامیہ میں پڑھنے اور پڑھانے والوں سے ہے۔

کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ان مدارس میں نئی نسلوں (New Generations) کو ان کے اسلاف کا سبق پڑھایا جاتا ہے ان کی زندگی کے کارنامے سنائے جاتے ہیں مجاہدانہ زندگی کے اوصاف سکھائے جاتے ہیں یہ ہے وہ چیز جس سے کفر اپنے کفر ہونے کی حیثیت سے حق کا ظاہرا مقابلہ تو نہیں کر سکتا للذا پھر وہ اپنے خبث باطن کا مظاہرہ اپنی

شیطنت اپنی مثالی عیاریوں اور شاطرانہ چالوں سے باطنی طور پر اس احساس کو ختم کرنے کے مختلف حیلے، بہانے اور حربے استعمال کر رہے ہیں۔

اب افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ وہ اس کام کو ابتدأسے انتہاء تک پایہ تکمیل تک پہنچانے کی لئے مسلمانوں کو ہی استعمال کرتے ہیں - یہ بھولے بھالے سیدھے سادھے مسلمان ان کی مکاریوں کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی بناء پر خندہ پیشانی سے قبول کر کے میدان عمل میں بر سرپیکار ہو جاتے ہیں اسی پر تو اقبال نے تنبیہہ کی تھی۔

اے مسلمان ذرا اپنی سادگی بھی دیکھ
اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اس عمل کو کوئی اسلامی ذہن رکھنے والا عقل سلیم والا شخص درست متصور نہیں کریگا لہٰذا بالبداہت بات سامنے آگئی کہ یہ عمل اخلاقیات کے موافق نہیں جب یہ صحیح نہیں تو ہر صورت میں احتراز کرنا ہوگا نجات اسی میں ہے۔

جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے تو اسکی حقیقت اس طرح ہے چونکہ یہ نظام حکومت انسانی فطرت کے موافق نہیں ہے ظاہر ہے کہ اس میں کچھ معایب و مفاسد ضرور ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف افراد کے ہاتھوں رونما ہوتے رہتے ہیں تو بالعموم اس کے عیوب و نقائص تباہ کاریوں اور ہلاکت خیزیوں سے پردہ چاک کرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں۔

اسی لیے اب ان حکمرانوں نے انہی مدارس کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جہاں سے ان حقائق سے پردہ اٹھانے والے فیض یاب ہو کر ان کے سامنے آتے ہیں۔

کبھی دہشت گرد کبھی بنیاد پرست کہہ کر جبلت خود نمائی کا غلط مظاہرہ کر رہے ہیں یا پھر ان آقاؤں کو خوش کرنے میں مصروف ہیں جو ان کی قسمت کے فیصلے تل ابیب اور واشنگٹن میں بیٹھ کر کر رہے ہیں ان کے ذہنوں کا کوڑا کرکٹ، افکار کا برادہ، آراء کی خباثت اور دلوں کے وسوسے ہیں جن کی بدولت اپنے قلوب واذہان کو شکوک و شبہات میں ڈالے ہوئے ہیں۔

در حقیقت لوگوں کی نگاہوں میں اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کے انہدام کی مختلف کوششیں ہیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ ان کی کی ہوئی کاوشیں اور محنتیں ہرگز کارگر ثابت نہیں ہو سکتیں ان کی اس سوچ کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ یہ ان کی محض خام خیالی ہے جسمیں وہ حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں۔

اگر حکمران اپنی اس روش سے باز نہ آئے تو ہمیں لوگوں کے کڑوے کسیلے جملے سننے پڑیں گے جو وہ امریکہ کے نوبل پرائز یافتہ اور بہت بڑا مفکر جس کا نام برٹینڈ رسل کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے کہا۔

"پارلیمنٹ میں اسوقت تک داخل کوئی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ منافق نہ ہو"

اور کچھ لوگ اس طرح کہتے ہیں :۔

"The rulers of the world have always been stuhhed but they have so never Powerful as theyare now"

آخری بات ہم تو انہیں رشد و ہدایت کا راستہ بتاتے ہیں کہ آپ دینی مدارس کو تنقید کا ہدف ہرگز نہ بنائیں ایسے معیوب افعال سے باز رہیں۔

حکومت اور علماء کے مابین کسی مصالحت کی امکانی صورت پر عمل نہ کیا گیا تو خدشہ اس بات کا ہے کہ وہ حشر برپا ہو سکتا ہے جسے دنیا دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جائے گی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کوئی سبیل ہدایت پیدا فرمادے۔

آپکا حق تو یہ ہے کہ ان دینی مدارس کی صلاح و فلاح کی ہر ممکن کوشش کرتے ان کی ترقی کیلئے پروگرام تشکیل دیتے ان پر عمل پیرا ہونے کیلئے ان کے ساتھ تعاون و تناصر اور نصرت و تائید فرماتے لیکن آپ نے اس کے برعکس رویہ اپنا رکھا ہے جسمیں ذرا بھی خیر نہیں

اللھم اھدنا الی صراط مستقیم ۔